امریکی معاشرہ: ایک سابق صدر کی گواہی

حافظ سعید عاطف ○

آج امریکا بزعم خویش ایک سوپر پاور ہے۔ دنیا بھر کی سیاست پر اس کی گہری چھاپ ہے' پالیسیاں اس کے اشارۂ ابرو سے تشکیل پذیر ہو رہی ہیں' مگر عملاً امریکی معاشرہ کس اخلاقی گراوٹ' معاشرتی انتشار' کھوکھلے پن اور انحطاط و زوال سے دوچار ہے' اس کی ایک کھلی گواہی خود امریکا کے سابق صدر جمی کارٹر پیش کر رہے ہیں۔ انھوں نے امریکا کو تباہی سے بچانے اور آیندہ نسلوں کے مستقبل کے تحفظ و بقا کے لیے صداے احتجاج بلند کی ہے اور اہل علم و فکر کو اس مسئلے پر سنجیدگی سے غوروفکر اور بروقت اقدام کے لیے توجہ دلائی ہے۔ درحقیقت یہ امریکی تہذیب کے خلاف ایک صداے احتجاج ہے۔ مادر پدر آزادی نے 'فیملی یونٹ' کو جس طرح توڑ پھوڑ کر رکھ دیا ہے، پھر بے رحم سرمایہ داری نے ان رشتوں کو اپنے اوپر بوجھ قرار دے کر ان سے جس طرح جان چھڑائی ہے' اس رویے پر ایک طنز کے ساتھ ساتھ ایک افسردگی و تاسف بھی ہے کہ کوئی قوم جب اخلاق سے محروم ہو جاتی ہے تو اس کی اجتماعیت کس طرح بکھر کر رہ جاتی ہے۔

اس حوالے سے حال ہی میں ان کی کتاب Our Endangered Values (خطرات کی زد میں آئی ہوئی ہماری اقدار) سامنے آئی ہے۔ یہ کتاب ۱۶ ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب چونکا دینے والے حقائق سے معمور ہے اور اپنی جگہ ایک اہمیت رکھتا ہے' تاہم چند عنوانات تو 'فرد جرم اور سلطانی گواہ' کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پہلے باب میں 'واشنگٹن میں بنیاد پرستی' کے عنوان کے تحت لکھتے

○ استاذ' شعبہ علوم اسلامیہ' ایم اے او کالج' لاہور

ہیں: آج کل واشنگٹن کا منظر مکمل طور پر تبدیل ہو چکا ہے اور تقریباً ہر معاملے میں سخت جانب دارانہ بنیادوں پر فیصلے کیے جاتے ہیں ــــ بنیادی معاہدے لابی کاروں اور قانون ساز لیڈروں کے مابین ہوتے ہیں ــــ بنیاد پرست رجحانات عروج پر ہیں اور مذہب و سیاست پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ (ص ۲۴)

'سب سے زیادہ قتل امریکا میں ہوتے ہیں' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں: امریکا میں آتشیں اسلحے سے قتل کی شرح' ۳۵ زیادہ آمدنی والے ملکوں میں آتشیں اسلحے سے قتل کی مجموعی شرح سے ۱۹ گنا زیادہ ہے۔ اس سال امریکا میں ۳۰ ہزار ۴ سو ۱۹ افراد کو ہینڈگنوں سے قتل کیا گیا۔ (ص ۲۹)

'طلاق اور ہم جنس پرستی کے گناہ' کے تحت لکھتے ہیں: ہمارے ہاں طلاق اب خطرناک حد تک عام ہو چکی ہے۔ تمام امریکی بالغوں میں سے ۲۵ فی صد میں کم از کم ایک مرتبہ طلاق ہو چکی ہے (ص ۷۵)۔ گویا خاندان کا نظام امریکا میں بری طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ کینیڈا اور یورپ کے مقابلے میں امریکا کے اندر جنسی بے راہ روی زیادہ ہے۔ یہاں اسقاط حمل بھی زیادہ ہوتا ہے' سوزاک اور ایڈز جیسی خطرناک بیماریوں کی شرح بھی زیادہ ہے۔ (ص ۸۰)

'سزائے موت' کے تحت وہ لکھتے ہیں: ایک ہزار امریکیوں میں سے سات جیل میں ہیں ــــ یہ دنیا میں قید کی سب سے زیادہ شرح ہے۔ بہت سی امریکی ریاستوں میں تعمیراتی صنعت کی سب سے بڑی مصروفیت جیلوں کی کوٹھڑیاں بنانا ہے ــــ میرے بعد جارجیا کے گورنر رہنے والے ایک سیاست دان نے میری بیوی کے سامنے فخریہ کہا کہ اس کی سب سے بڑی کامیابی یہ تھی کہ اس نے تقریباً ۴۵ مربع میل رقبے پر جیل کی کوٹھڑیاں تعمیر کروائیں ہیں (ص ۸۴)۔ دنیا میں سب سے زیادہ بالغ مردوں و بچوں میں سزائے موت امریکا میں دی جاتی ہے۔ (ص ۸۴)

'بنیاد پرستی حکومت میں' کے تحت انھوں نے برملا اعتراف کیا ہے کہ: اب بعض نیوکونز حکومت کے اعلیٰ ترین مشاورتی مناصب پر فائز ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ انھوں نے پوری دنیا پر امریکی تسلط قائم کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے اور انھوں نے اس استعماری ہدف کو پانے کے لیے پیش بندی کی جنگ کو قابل قبول قرار دیا ہے۔ نائب صدر ڈک چینی اور اس کے دوستوں نے نائن الیون سے پہلے یا فوری بعد عراق کو پہلے ہدف کے طور پر چن لیا تھا۔ جس کا بظاہر مقصد اسرائیل کو لاحق خطرے کا

تدراک کرنا' نیز عراق کو مشرق وسطیٰ میں ہمارا مستقل فوجی' معاشی اور سیاسی اڈا بنانا ہے۔(ص ۱۰۱)

مختلف النوع اسلحہ و میزائل بنانے کے الزام محض نمایشی تھے، اصل منصوبہ پہلے سے طے شدہ تھا۔ وہ آگے مزید لکھتے ہیں: ۲۰۰۰ء کے صدارتی انتخابات کے فوراً بعد یہ واضح ہوگیا کہ ہمارے بعض نئے لیڈروں نے عراق پر حملہ کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ نائن الیون کے بعد جھوٹے اور مسخ شدہ دعووں کے ذریعے انھوں نے امریکی کانگرس اور امریکی عوام کو یہ یقین دلا کر گمراہ کیا کہ صدام حسین ورلڈ ٹریڈ ٹاور اور پینٹا گان پر حملوں کا ذمہ دار ہے' اور یہ کہ عراق ایٹمی اسلحے اور دوسرے وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار تیار کر رہا ہے اور امریکا کی سلامتی کے لیے براہ راست خطرہ بن چکا ہے۔ اگرچہ بعد میں ان بیانات کی فریب کاری عیاں ہوگئی، تاہم وہ اپنا کام کر چکے تھے اور ہمارے بھروسا کرلینے والے شہری جنگ کے حامی بن چکے تھے۔ وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے غیر موجود ہتھیاروں کے حوالے سے بڑھا چڑھا کر کیے جانے والے اعلانات نے خوف کو برقرار رکھا۔ نائب صدر ڈک چینی مسلسل جھوٹے بیانات دیتے رہے۔(ص ۱۴۱)

امریکی خارجہ پالیسی کے تحت وہ لکھتے ہیں: اگرچہ امریکا کی خارجہ پالیسی پر بہت سے دوسرے پیچیدہ اساسی عناصر نے منفی اثر ڈالا ہے' تاہم بنیاد پرستوں نے جذباتی معاملات پر شعلہ بیانی کر کے اور مخالفوں سے مذاکرات سے گریز کر کے امریکی خارجہ پالیسی کی صورت کو بگاڑ دیا ہے (ص ۱۰۳)۔ امریکا کی مشرق وسطیٰ میں پالیسی پر کچھ عیسائی بنیاد پرستوں کا بھرپور اثر ہے۔ امریکا میں تقریباً ہر شخص ۱۲ کتابوں پر مشتمل Left Behind سیریز سے واقف ہے جس کے مصنف' ٹم لا اور جیری بی جینکنس ہیں۔ ان کتابوں نے فروخت کے سارے ریکارڈ توڑ دیے ہیں۔ انھوں نے یہ کتابیں بائبل کی احتیاط سے منتخب کردہ عبارتوں خصوصاً 'بک آف ریویلیشن' سے لی گئی عبارتوں کی اساس پر لکھی ہیں اور ان میں دنیا کے ختم ہونے کی منظرکشی کی گئی ہے...... امریکی حکومت کی پالیسیوں میں ایسے نظریات کا پایا جانا تشویش کا سبب ہے۔ انھی نظریات کو سامنے رکھتے ہوئے چند عیسائی لیڈر عراقی جنگ کو بڑھانے میں پیش پیش رہتے ہیں' اور بار بار اسرائیل کے دورے کرتے رہتے ہیں۔ وہ اس کی مدد کے لیے اسے چندے دیتے رہے ہیں اور فلسطینی علاقے کو نو آبادی بنانے کے لیے واشنگٹن میں لابی کرتے رہے ہیں (ص ۱۱۱-۱۱۲)۔ مسلم دنیا کو بنیاد پرستی

کا طعنہ دینے والے خود کس قدر متشدد' انتہا پسند' مذہبی جنونی ہیں کہ اپنے چند عقائد کی بنا پر دنیا کو جنگ میں جھونکنے کے لیے تلے بیٹھے ہیں۔

'حقوق انسانی پر نہیں دہشت گردی پر حملہ؟' کے تحت کہتے ہیں: افغانستان اور عراق میں جنگوں کے دوران بالغ مردوں کے علاوہ بہت سے کم عمر لڑکوں کو گرفتار کر کے گوانتا نامو، کیوبا میں واقع ایک امریکی قید خانے میں منتقل کر دیا گیا۔ اس قید خانے میں ۴۰ ملکوں سے تعلق رکھنے والے تقریباً ۵۲۰ افراد کو رکھا گیا ہے۔ انھیں اس قید خانے میں تین سال کا عرصہ گزر گیا ہے' جب کہ نہ تو ان پر باقاعدہ کوئی الزام عائد کیا گیا ہے اور نہ انھیں قانونی مشاورت حاصل کرنے کا موقع ہی دیا گیا ہے۔ کئی امریکی اہل کاروں نے تصدیق کی ہے کہ ان قیدیوں پر جسمانی تشدد بھی کیا جا رہا ہے (ص ۱۱۶)۔ پینٹاگون کے ایک اہل کار نے کہا کہ ''قید کرتے ہوئے عمر کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا'' (ص ۱۱۷)۔ جو فوج عراق میں لاکھوں دودھ پیتے بچوں کی فخریہ قاتل ہو' اس کے لیے بالغ و نابالغ کی تمیز چہ معنی دارد!

ایٹمی ہتھیاروں سے متعلق باب میں سابق امریکی صدر فرماتے ہیں: اس وقت دنیا بھر میں تقریباً ۳۰ ہزار ایٹم بم موجود ہیں جن میں سے ۱۲ ہزار ایٹم بم امریکا کے پاس ہیں۔ روس کے پاس ۱۶ ہزار' چین کے پاس ۴۰۰، فرانس کے پاس ۳۵۰، اسرائیل کے پاس ۲۰۰، برطانیہ کے پاس ۱۸۵ اور ہندستان اور پاکستان کے پاس ۴۰' ۴۰ ایٹم بم ہیں...... امریکا ایٹمی عدم پھیلاؤ کے تمام معاہدوں کی خلاف ورزی کر رہا ہے اور ایٹمی اسلحے کے عالم گیر پھیلاؤ کا سب سے بڑا مجرم بن چکا ہے (ص ۱۲۹)۔ ایسا 'مجرم ملک' جب عالمی لیڈر بن جائے تو دنیا میں امن و آشتی کیسے قائم ہو سکتی ہے؟ اللہ کا قانون یہ ہے کہ ایسی قوم اپنے انجام ہلاکت سے نہیں بچ سکتی۔ ہمیں ان سے مرعوب ہونے کے بجائے اپنے قومی کردار کی تشکیل کرنی چاہیے اور ہر قسم کے خوف سے قوم کو بچانا چاہیے۔

ایک باب 'امریکا کی ماحولیات دشمنی' ہے۔ اس ضمن میں کارٹر ہمت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس وقت امریکا دنیا میں سب سے زیادہ ماحولیاتی آلودگی پھیلانے والا ملک ہے۔ ہماری حکومت کی طرف سے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے سے انکار عالمی ماحول کے تحفظ کے تاریخی وعدوں سے انحراف کے سلسلے کی محض ایک اور المناک کڑی ہے۔ خداوند کی دنیا کا تحفظ ہماری ایک

ذاتی اور سیاسی و اخلاقی ذمہ داری ہے۔(ص ۱۶۴)

یہ امریکی معاشرے کا ایک آئینہ ہے۔ یہ ایک دل خراش حقیقت ہے کہ کوئی بھی فرد چاہے وہ سابق امریکی صدر ہی کیوں نہ ہو' امریکا کی بنیادی سرمایہ دارانہ، استعماری پالیسیوں میں تبدیلی نہیں لاسکتا۔ اس پہلو سے خود صدر کارٹر کے عہد حکومت کا ریکارڈ بھی بہت اچھا نہیں ہے۔ تاہم' ان کا جرأت مندانہ اقدام ہے کہ انھوں نے ٹھوس حقائق کو بنیاد بنا کر امریکا کی داخلہ و خارجہ پالیسیوں پر تنقید کی ہے۔ یوں تو امریکی دانش ور نوم چومسکی وغیرہ بھی اس طرح کے سوالات پیش کر کے امریکی پالیسی سازوں کو متوجہ کرتے رہتے ہیں' لیکن جمی کارٹر چونکہ صدارت عظمٰی تک پہنچے ہیں' لہٰذا ان کی بات ایک خاص وزن رکھتی ہے۔ کتاب چونکا دینے والے حقائق سے پُر ہے۔ اس میں اعداد و شمار کی زبان میں بھی اور استدلالی و استقرائی ہر پہلو سے امریکا کی متعدد پالیسیوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔

امریکی حکمرانوں' سرمایہ داروں' نام نہاد جمہوریت پسندوں اور دیگر 'پردہ نشینوں' کے چہرے سے جب نقاب اترتا ہے تو ان کا چہرہ انتہائی بھیانک نظر آتا ہے۔ کروڑوں لوگوں کے خون ناحق سے ان کا دامن داغ دار ہے۔ قتل و غارت گری میں بیرون امریکا و اندرون امریکا کا ریکارڈ ساری دنیا سے 'شان دار' ہے۔ عصمت فروشی ، زنا بالجبر، ہم جنس پرستی ، اسقاط حمل و طلاقوں کی شرح کے اعتبار سے بھی 'اولیت' کا شرف انھیں حاصل ہے۔ قید خانوں کی وسعت' سزاے موت کا خبط اور نابالغ بچوں تک کو اس کی بھینٹ چڑھانے میں یہ 'مثالی کردار' کے مالک ہیں۔ عالمی انسانی حقوق و ماحولیات کی پامالی کے جرائم میں بھی بقول کارٹر امریکی پالیسی ساز انسانیت کے سب سے بڑے مجرم ہیں۔ عراق و افغانستان سے گوانتانامو تک جبر و قتل' اور انسانیت کی تحقیر و تذلیل بھی ان کے ضمیر کو بیدار نہیں کرتی۔ ان ہوش ربا حقائق سے جمی کارٹر نے دنیا کے سامنے امریکی پالیسی سازوں کا حقیقی تعارف کروایا ہے۔ کتاب تیسری دنیا کے دانش وروں کی اُس سوچ کی تصدیق کرتی ہے جو وہ امریکی استعمار کے متعلق بیان کرتے آئے ہیں۔ 'مذہبی جنونیت' کا واویلا کر کے مسلم دنیا پر یلغار کرنے والے اپنے جنون کی خاطر لاکھوں انسانوں کی جانوں سے کھیلتے دکھائی دیتے ہیں۔

امریکی معاشرے میں جن اخلاقی ، روحانی اور مثبت معاشرتی قدروں کو پامال کیا جا رہا ہے

اس کے خلاف یہ ایک نوحہ اور ایک صدائے احتجاج ہے۔ امریکی معاشرہ' ابراہام لنکن کا دیس اور اقوام متحدہ کو اپنے عظیم شہر میں سمونے والا ملک بہت سی مثبت اقدار بھی رکھتا ہے۔ آزادی اظہار وہاں کی روایت ہے جو اگرچہ اب مختلف قوانین کے تحت پہلے جیسی توانائی سے محروم ہو چکی ہے' تاہم غنیمت ہے کہ کارٹر جیسے لوگ اپنا مقدمہ اپنے عوام کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں۔

اس تجزیے سے امریکا کی مرعوبیت ختم ہو جاتی ہے۔ اس عفریت کا خوف نہیں رہتا اور اس کی انسانیت کش پالیسیوں کے خلاف احتجاج کا حوصلہ بڑھ جاتا ہے۔ تاہم' اس کے پاس ایک مہیب جنگی مشینری ہے جس کے بل پر اس کا نظام جبر آخری ہچکیوں کے باوجود اپنا دبدبہ رکھے ہوئے ہے۔ اخلاقی اقدار کے فقدان، آمریت کی حوصلہ افزائی اور ہر ظالم کی سرپرستی کرنے کے سبب یہ نظامِ ظلم ختم ہونے کو ہے۔ انسانیت کا ضمیر بیدار ہو رہا ہے۔ عراق پر جنگی یلغار سے قبل ایک مثالی عالمی احتجاج نے بتا دیا ہے کہ انسانیت ظلم کو برداشت نہیں کر سکتی! (جمی کارٹر کی کتاب کے اقتباسات اس کے ترجمے امریکا کا اخلاقی بحران' محمد احسن بٹ' دارالشعور لاہور سے لیے گئے ہیں۔)

کراچی میں ہر معیاری کتاب

صرف ایک فون پر رعایت کے ساتھ حاصل کیجیے

بالخصوص منشورات، ادارہ ترجمان القرآن، اسلامک پبلی کیشنز، ادارہ بتول اور خواتین میگزین کی کتابیں اور رسائل

فون: 4967661

ڈیسنٹ بک پوائنٹ، A/57، بلاک 5' گلشن اقبال' کراچی